سوال

(50) مرض الموت میں وثیقہ ہبہ لکھنا

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

سوال اول : ایک شخص نے مرض الموت میں اپنی ایک وثیقہ ہبہ بالعوض اپنی بعض اولاد کے نام سے لکھا اور بعض کو بالکل محروم رکھا۔ پس یہ ہبہ بالعوض بنام بعض اولاد کے صحیح ہوا یا نہیں ؟

سوال دوم : اگر کسی شخص نے حالت مرض الموت میں بعض اولاد کو اپنے یا کسی غیر کو ہبہ بالعوض کیا تو یہ ہبہ اس واہب کے کل مال میں جاری ہوگا یا واہب کے ثلث مال میں ؟ واہب نے اپنے کل مال کو بعض ورثا کو اپنے ہبہ کردیا اور بعض کو بالکل محروم کیا ہے۔

سوال سوم : ہبہ بالعوض میں قرآن شریف کا ہبہ کرنا صحیح ہوگا یا نہیں ؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

جواب تینوں سوالوں کا کتب فقہ حنفیہ سے بقید مطبع وصفحہ کتاب کے دیا جائے۔

جواب اول : یہ ہبہ اگر باجازت باقی ورثا کے ہوا ہے تو صحیح ہوا، ورنہ صحیح نہیں ہوا۔ اس لیے کہ ہبہ بالعوض ایک فرد ہبہ ہے جو مرض الموت میں واقع ہوا ہے اور ہبہ جو مرض الموت میں واقع ہو، حکماً وصیت ہے۔ پس ہبہ مذکور حکماً وصیت ہے اور وصیت وارث کے لیے بلا اجازت ورثا صحیح نہیں ہے اور اولاد وارث ہے۔ پس ہبہ مذکور بغیر اجازت باقی اولاد اور اگر واہب کا کوئی اور بھی وارث ہو تو بغیر اجازت وارث مذکور صحیح نہیں ہے۔ (فتاویٰ قاضی خاں : ۵۰۶/۴ مطبوعہ کلکتہ)

’’لا یجوز الوصیة للوارث عندنا إلا أن یجیزھا الورثة‘‘

’’ہمارے نزدیک وارث کے لیے وصیت جائز نہیں ہے، الا یہ کہ ورثا اس کی اجازت دیں۔‘‘

’’لو وھب شیئاً لوارثه في مرضه، أو أوصی له بشيء، أو أمر بتنفیذہ قال الشیخ الإمام أبو بکر محمد بن الفضل رحمہ اللہ : کلاھما باطلان، فإن أجاز بقیة الورثة ما فعل، وقالوا : أجزنا ما أمر به المیت ینصرف الإجازة إلی الوصیة لأنھا مأمورة إلی الھبة، ولو قال الورثة: أجزنا ما فعله المیت صحت الإجازة في الھبة والوصیة جمیعا‘‘ (أیضاً، ص : ۵۱۲)

’’اگر اس نے اپنے مرض میں اپنے کسی وارث کو کوئی چیز دیدی یا اس کے لیے کسی چیز کی وصیت کردی یا اس کے نفاذ کا حکم دے دیا تو اس سلسلے میں شیخ امام ابو بکر محمد بن فضل نے

فرمایا کہ دونوں چیزیں باطل ہیں اور اگر بقیہ ورثا اس کے اس فعل کی اجازت دے دیں اور یہ کہہ دیں کہ میت نے جس چیز کا حکم دیا ہے، ہم نے اس کی اجازت دی تو یہ اجازت وصیت کی جانب لوٹ آئے گی، کیونکہ اس کو ہبہ کرنے کی اجازت ہے اور اگر ورثا نے یہ کہا کہ میت نے جو کچھ کیا ہے، ہم نے اس کی اجازت دی تو اجازت، وصیت اور ہبہ سب کے لیے درست ہوگی۔ ''

''إذا أقر مریض لامرأۃ بدین، أو أوصی لھا بوصیۃ، أو وھب لھا ھبۃ، ثم تزوجھا، ثم مات، جاز الإقرار عندنا، وبطلت الوصیۃ والھبۃ۔'' (فتاوی عالمگیری: ۱۶۸/۶، مطبوعہ کلکتہ)

''جب مریض کسی عورت کے قرض کا اقرار کرے یا اس کے لیے کوئی وصیت کرے یا اس کو کوئی ہبہ دے، پھر اس سے شادی کرلے اور پھر مرجائے تو ہمارے نزدیک اس کا یہ اقرار جائز ہے اور وصیت اور ہبہ باطل ہے۔ ''

'' و تبطل ھبۃ المریض ووصیۃ لمن نکحھا بعد ھما أي بعد الھبۃ والوصیۃ، لما تقرر أنہ یعتبر لجواز الوصیۃ کون الموصی لھا وارثا أو غیر وارث وقت الموت لا وقت الوصیۃ'' (الدر المختار بر حاشیہ طحطاوی: ۲۱۹/۴ مطبوعہ مصر)

''مریض کا ہبہ اور اس کی وصیت اس کے لیے، جس سے اس نے نکاح کیا ہے، ہبہ اور وصیت کے بعد باطل ہوجاتی ہے، کیونکہ یہ بات طے ہے کہ وصیت کے جواز کا اعتبار اسی وقت ہوتا ہے جبکہ وصیت کرنے والے کا کوئی وارث ہو یا نہ ہو، موت کے وقت نہ کہ وصیت کے وقت۔ ''

قولہ: '' و تبطل ھبۃ المریض ووصیتہ الخ'' أما الوصیۃ فلأنھا إیجاب مضاف إلی بعد الموت، وھی وارثۃ حینئذ، والوصیۃ للوارث باطلۃ بغیر إجازۃ، وأما الھبۃ وإن کانت منجزۃ صورۃ فھی کالمضافۃ إلی ما بعد الموت حکما لأنھا وقعت موقع الوصایا ولأنھا تبرع، یتقرر حکمہ عند الموت، واللہ تعالیٰ أعلم'' (طحطاوی: ۲۱۹/۴، مطبوعہ مصر)

''مریض کا ہبہ اور اس کی وصیت باطل ہے، الخ۔ رہی وصیت تو یہ ایسی چیز ہے جو موت کے بعد منسوب کی جاتی ہے اور اس وقت وہ اس کی وارثہ ہوتی ہے اور بغیر اجازت کے وارث کے لیے وصیت باطل ہوتی ہے اور رہا ہبہ والا معاملہ جو اگرچہ صورت کے اعتبار سے الگ ہے تو یہ بھی حکماً موت کے بعد منسوب کی جاتی ہے، کیونکہ وصیت کے موقع پر یہ واقع ہوئی ہے اور اس لیے بھی کہ یہ ایک نفلی چیز ہے، جس کا حکم موت کے وقت مقرر ہوتا ہے۔ ''

جواب سوال دوم: اگر واہب نے یہ ہبہ اپنے بعض اولاد یا کسی دیگر وارث کو کیا ہے تو ہبہ مذکور بغیر اجازت بقیہ ورثہ باطل و ناجائز ہے۔ نہ یہ ہبہ واجب کے کل مال میں جاری ہوگا اور نہ ثلث مال میں، جیسا کہ جواب سوال اول سے واضح ہوا۔ اور اگر واہب نے یہ ہبہ کسی غیر وارث کو کیا ہے تو در صورت عدم کل مال میں۔ اس لیے کہ ہبہ مذکورہ حکماً وصیت ہے، جیسا کہ جواب سوال اول میں مذکور ہوا اور وصیت بلا اجازت ورثا صرف ثلث مال میں جاری ہوتی ہے نہ کل مال میں نہ زائد از ثلث میں۔

''تصح الوصیۃ لأجنبی من غیر إجازۃ الورثۃ کذا فی التبیین۔ ولا یجوز بما زاد علی الثلث، إلا أن یجیزہ الورثۃ بعد موتہ وھم کبار الخ کذا فی الھدایۃ'' (فتاوی عالمگیری، مطبوعہ کلکتہ، جلد ۶، صفحہ ۱۳۹)

''ورثا کی اجازت کے بغیر اجنبی شخص کے لیے وصیت درست ہے۔ ''التبیین'' میں ایسا ہی ہے۔ البتہ ایک تہائی سے زیادہ کی وصیت جائز نہیں ہے۔ الا یہ کہ ورثا اس کی موت کے بعد اس کی اجازت دے دیں اور وہ بڑے لوگ ہوں الخ۔ الہدایہ میں ایسا ہی لکھا ہے۔ ''

'' ویجوز بالثلث للأجنبی عند عدم المانع وإن لم یجز الوارث ذلک، لا الزیادۃ علیہ إلا أن یجیز ورثتہ بعد موتہ۔ واللہ تعالیٰ أعلم'' (الدر المختار بر حاشیہ طحطاوی: ۳۱۵/۴، مطبوعہ مصر)

''اور اجنبی کے لیے ایک تہائی کی وصیت اس وقت جائز ہے جبکہ کوئی مانع نہ ہو، اگرچہ وارثین اس کی اجازت نہ دیں۔ اس سے زیادہ کی اجازت نہیں ہے الا یہ کہ اس کے ورثا اس کی موت کے بعد اس کی اجازت دے دیں۔ ''

جواب سوال سوم: ہبہ بالعوض میں بالخصوص قرآن مجید کو عوض میں دینا تو کتب فقہ حنفیہ میں میری نظر سے نہیں گزرا ہے، لیکن کتب فقہ حنفیہ میں یہ امر مصرح ہے کہ ہبہ بالعوض

میں عوض شے یسیر بھی کافی ہے اور شے یسیر میں قرآن مجید بھی داخل ہے۔

''یصح التعویض بشیء یسیر أو کثیر'' (فتاویٰ قاضی خان: ۱۸۷/۴، مطبوعہ کلکتہ)

''عوض میں تھوڑی یا زیادہ چیز دینا درست ہے۔'' (فتاوی عالمگیری: ۵۵۱/۴، مطبوعہ کلکتہ)

'' ولو عوض عن جمیع الھبۃ قلیلا کان العوض أو کثیرا فإنہ یمنع الرجوع''

''اگر کسی نے سارے ہبہ کے عوض میں کوئی تھوڑی چیز دے دی ہے تو عوض چاہے تھوڑا ہو یا زیادہ، اس کا لوٹانا ممنوع ہے۔'' واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ (فتاویٰ کے قلمی نسخے میں اس کے بعد کسی کا نام تحریر نہیں، مگر چونکہ یہ تمام جوابات مولانا شمس الحق عظیم آبادی کے خط سے لکھے ہوئے ہیں، اس لیے کوئی شک نہیں کہ مجیب وہی ہیں)۔ [ع، ش]

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

مجموعہ مقالات، وفتاویٰ

صفحہ نمبر 268

محدث فتویٰ